البینة علی المدعی والیمین علی من انکر

(از مولوی عبدالصمد صاحب مبارکپوری)

اخبار اہلحدیث امرتسر میں عرصہ دراز سے حدیث مرقوم بالا کی توضیح و تشریح کیلئے سوال اٹھایا گیا ہے اور علماء حدیث سے ان کے خیالات و آراء بابت حدیث مذکور دریافت کئے گئے ہیں لیکن باوجود مدت دراز گذر جانے کے کسی اہل علم نے ابتک اس طرف توجہ کرنیکی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ ہاں اہلحدیث مورخہ ۱۲ جنوری میں ایک بندہ خدا نے اس پر مختصر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی علماء کرام کو اس طرف متوجہ کیا ہے مگر باوجود اس کے ارباب قلم خاموش و ساکت ہیں آج باوجود قلت بضاعت علمی اور انتشار قلب و تردد خاطر اسپر اظہار خیال کیا جاتا ہے امید کہ ارباب علم بنظر غور و تعمق ملاحظہ فرمائیں گے اور اپنے خیالات و معلومات متعلق حدیث سے عوام کو مستفیض و متمتع فرمائیں گے۔

حدیث مبحوث عنہ "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" حدیث طویل کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے "ان رسول اللہ قال لو یعطی الناس بدعواھم لادعی رجال اموال قوم ودماءھم ولکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس روایت کو ذکر کرکے لکھتے ہیں "وھذہ الزیادة (ای زیادة ولکن البینة علی المدعی) لیست فی الصحیحین واسنادھا حسن" یعنی لکن البینة علی المدعی کی زیادتی صحیحین میں نہیں ہے اور اس کی اسناد حسن ہے اس حدیث کو الفاظ مذکورہ کے ساتھ صرف امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس طرح پر روایت کیا ہے عن ابن ابی (صفحہ ۱۵۵ ۸) ملیکة قال کتب ابن عباس الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعی علیہ (بخاری مع فتح الباری) اور امام مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے لمبی حدیث میں صرف اسقدر روایت کیا ہے ولکن الیمین علی المدعی علیہ (مشکوٰة) اور امام ترمذی نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس طرح روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی خطبتہ البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ (ترمذی) اور امام طبرانی نے بھی بروایت سفیان عن نافع عن ابن عمر اسی طرح یعنی بلفظ "البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ" روایت کیا ہے۔ الغرض یہ حدیث متعدد طرق اور مختلف اسانید سے مروی ہے۔ ان روایات مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ "من انکر" سے جو روایت اولیٰ میں واقع ہے مراد مدعا علیہ ہے خواہ وہ صورت قضیہ بہ النزاع کا منکر ہو خواہ مقر بہرحال و بہر صورت من انکر سے یہی مدعا علیہ ہی مراد ہے نہ کچھ اور۔ پس حدیث مبحوث عنہ کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ پیش کرنا) ہے اور بصورت عدم و فقدان بینہ کے مدعا علیہ پر یمین یعنی قسم کھانا ہے حاصل یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس دو گواہ یا دو گواہوں کا قائم مقام موجود نہ ہو تو اس صورت میں مقدمہ کا فیصلہ اور نزاع کا خاتمہ مدعا علیہ کی قسم پر ہوگا جس قسم کا دعویٰ ہوگا اس قسم کی قسم مدعا علیہ سے طلب کیجاویگی۔ اسکی توضیح آگے کی تقریر سے ہوگی۔ اخبار اہلحدیث ۲۱ جنوری میں دعوی کی تین صورتیں اور شقیں قائم کرکے لکھا ہے کہ حلف صرف مدعا علیہ قسم والے سے لیجاویگی میرے نزدیک یہ جواب صحیح نہیں ہے اسکا غلط ہونا ابوداؤد کی اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے

عن الاشعث بن قیس ان رجلا من کندۃ ورجلا من حضرموت اختصما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ارض من الیمن فقال الحضرمی یارسول اللہ ان ارضی اغتصبنیھا ابوھذا وھی فی یدہ قال ھل لک بینۃ قال لا ولکن احلفہ واللہ ما یعلم انھا ارضی اغتصبنیھا ابوہ فتھیأ الکندی یعنی للیمین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع احد مالا بیمین الا لقی اللہ وھو اجذم فقال الکندی ھی ارضہ (مشکوٰۃ) اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ ایک زمین کے بارے میں جو یمن میں تھی دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لیگئے ایک شخص کندی تھا اور ایک حضرمی، پس حضرمی نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس (کندی) کے باپ نے میری زمین غصب کرلی ہے اور وہ اس کے قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس بینہ ہے اس (حضرمی) نے کہا نہیں ہے لیکن میں اسکو حلف دیتا ہوں اس بات کی کہ وہ کہے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ زمین اسکی ہے اور میرے باپ نے اس کو اس سے غصب کرلیا ہے۔ پس کندی آمادہ قسم ہوا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی مال (جھوٹی) قسم کے ذریعے حاصل کریگا وہ اللہ سے (قیامت کے دن) اس حال میں ملاقات کریگا کہ وہ دست بریدہ ہوگا پس کندی کہنے لگا وہ زمین اسی (حضرمی) کی ہے۔"

اس حدیث سے حلف لینے کا ایک اور طریق معلوم ہوا جس کی مولوی احمد الدین صاحب نے نفی کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مدعا علیہ سے حلف لینے کا طریقہ متعدد اور مختلف ہے۔ اگر دعویٰ محض مدعا علیہ کی ہی ذات سے وابستہ اور متعلق ہے اور اسی کی ذات تک محدود و منحصر اور دوسرے کا واسطہ اور لگاؤ نہیں ہے تو قسم کا بھی اسی پر انحصار ہوگا اور اسی کے ذکر پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر دعویٰ کا تعلق اس کی ذات کے علاوہ کسی اور شخص یا اور شے کے ساتھ بھی ہو تو حلف و یمین میں اس غیر کا ذکر بھی لازمی اور ضروری۔ یعنی مثلاً زید مدعی ہے کہ میں نے بکر کے باپ کو سو روپیہ بطور قرض دیا تھا اور بکر مدعا علیہ اس سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ مدعی نے روپیہ نہیں دیا ہے تو اس صورت میں بھی مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی اور اس طرح پر قسم لیجائیگی کہ مدعا علیہ کہے واللہ مدعی نے میرے باپ کو روپیہ نہیں دیا ہے اور اگر مدعا علیہ اپنی بیخبری اور لاعلمی ظاہر کرتا ہے تو اس طرح پہ اس سے قسم لیجائیگی واللہ مجھے علم نہیں ہے کہ زید (مدعی) نے میرے باپ کو سو روپیہ بطور قرض دیا ہے اور اسی نوع پر قسم اس وقت بھی لیجائیگی جبکہ مدعی فرم مدعا علیہ کے نام معاملہ کا دعویٰ کرتا ہو پس ثابت ہوا کہ مدعا علیہ سے حلف لینے کی صورت ایک ہی وجہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ متعدد وجوہ وانواع سے قسم لیجاسکتی ہے اور شریعت سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک دوسری روایت میں مدعا علیہ سے حلف لینے کی صورت اس طرح مروی ہے۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل حلفہ احلف باللہ الذی لا الہ الا ھو مالہ عندک شی یعنی للمدعی (رواہ ابوداود مشکوٰۃ) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مدعا علیہ) کو حکم دیا کہ تو اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے قسم کھا کہ اس (مدعی) کی کوئی چیز تیرے پاس نہیں ہے۔"

الغرض حدیث کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ مدعی کے پاس شاہد و بینہ نہ ہو تو مقدمہ اور جھگڑے کا فیصلہ اس نوعیت پر ہوگا کہ مدعا علیہ سے حلف لیجائیگی۔ چونکہ مدعی اپنا حق مدعا علیہ پر ثابت کرنا چاہتا ہے مگر اس کے

پاس شاہد و بینہ نہیں ہے اسلئے اب اس کے حق کے ثبوت پر کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی دوسری صورت یا چیز ہی ایسی ہے جس سے وہ اپنا حق اور مدعا ثابت کرسکے اور ایسی حالت میں یا تو اس کا دعویٰ باطل وخارج کردیا جائیگا یا مدعا علیہ حلف اٹھا کر اپنے موافق فیصلہ کرالیگا اور ان دونوں صورتوں میں مدعی اپنے حق سے محروم ہوجاتا ہے لہٰذا مدعا علیہ پر قسم رکھی گئی تاکہ نزاع کا بھی خاتمہ ہوجائے اور حق والے کو اس کا حق ملجائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یقطع احد مالا بیمین الا لقی اللہ وھو اجذم، وغیرہ فرمان واجب الایقان سنا کر ظلم وتعدی اور ناحق دوسرے کا مال کھانے سے ڈرایا ہے اس سے متقی اور اللہ کا خوف دل میں رکھنے والا شخص کبھی دوسرے کا مال ناحق لینے کی جرأت نہیں کرسکیگا۔ پس مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ بھی کوئی قابل اعتراض نہیں۔"

تنبیہ۔ چونکہ مذاکرہ ہذا میں مدعا علیہ کے یمین وحلف کا ذکر ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مدعی کے حلف کا بھی ذکر کردیں اور اسی لئے ہم نے اوپر اشارہ بھی کیا ہے ہم نے اوپر لکھا ہے کہ "اگر مدعی کے پاس دو گواہ یا دو گواہوں کا قائم مقام موجود نہ ہوں" تو اس سے اشارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک آئین وقانون کی طرف جو آپ نے مقرر فرمایا ہے وہ یہ کہ اگر مدعی کے پاس صرف ایک ہی شاہد موجود ہو تو اس صورت میں دوسرے شاہد کے عوض مدعی سے قسم لیکر فیصلہ کیا جائے چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضی بیمین وشاھد (مسلم وغیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اور ایک شاہد کے ساتھ (مقدمہ) فیصل کیا۔"

نواب صدیق حسن صاحب السراج الوہاج میں لکھتے ہیں قال جمہور العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من علماء الامصار یقضی بشاھد ویمین المدعی فی الاموال وما یقصد بہا الاموال وبہ قال ابوبکر الصدیق وعلی وعمر بن عبد العزیز ومالک والشافعی واحمد وفقہاء المدینۃ وسائر علماء الحجاز ومعظم علماء الامصار انتہی، یعنی صحابہ وتابعین اور ان کے بعد کے لوگ قائل ہیں کہ مدعی کی قسم اور ایک گواہ کے ساتھ اموال اور ایسی شے میں جس سے اموال حاصل کرنا مقصود ہو فیصلہ کرنا جائز ہے ابوبکر صدیق علی مرتضی عمر بن عبد العزیز امام مالک شافعی واحمد اور فقہاء مدینہ اور تمام علماء حجاز واکثر علماء امصار اس کے قائل ہیں (رضی اللہ عنہم) تفصیل فتح الباری اور نیل الاوطار اور شرح مسلم للنووی وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ فقط

اناجیل اربعہ پر ایک نظر

(از مولوی عبد الجلیل صاحب متعلم دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

اس دور ضلالت میں جبکہ عیسائیت کا سیلاب مذہب اسلام کو خس وخاشاک کی طرح بہا لیجانے کیلئے موجزن ہے